باب: 74

محمد علی جناح

(1876-1948 AD)

محمد علی جناح، 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا اصل نام جینا بھائی تھا لیکن شادی کے بعد انھوں نے اپنا نام تبدیل کر کے جناح پونجاہ رکھ لیا۔ان کی والدہ کا نام شیریں بائی ہے۔ جناح پونجاہ، اپنے والد کی " دالجی پونجاہ بھائی اینڈ کمپنی " میں ان کے شریک کار تھے۔ یہ کمپنی، مچھلی، گوند، چمڑے اور کپڑا بُننے کا بڑے پیمانے پر کاروبار کرتی تھی۔ محمد علی کے تین بھائی اور چار بہنیں تھیں۔ فاطمہ جناح ان کی سب سے چھوٹی بہن تھیں۔

محمد علی کی ابتدائی تعلیم کراچی کے مدرستہ الاطفال میں ہوئی۔ پھر وہ سندھ مدرستہ الاسلام میں داخل ہوئے۔ابھی تعلیم کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ صرف 16 برس کی عمر میں ان کی شادی کردی گئی۔ چھٹی جماعت، مشن ہائی اسکول سے پاس کیا۔اس کے بعد ان کو تجارت کی ٹریننگ کے لیے برطانیہ بھیج دیا گیا۔ تجارت یا کاروبار ان کے فطری رجحان کے خلاف تھا۔ چناں چہ انھوں نے اپنے والد کو اس بات پر راضی کرلیا کہ وہ برطانیہ میں رہ کر وکالت سیکھیں گے۔ جب انھوں نے یہاں کے مشہور تعلیمی ادارے لنکن انز کے دروازے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، بہ طور ایک بڑے قانون دان کے دیکھا تو وہ اس بات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی پڑھائی کے لیے اسی ادارہ کو چُن لیا۔ محمد علی نے 1896ء میں بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی۔اُس وقت وہ ایشیا کے سب سے کم عمر طالب علم تھے۔

ہندوستان واپسی کے بعد محمد علی جناح نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کی شروعات بمبئی ہائی کورٹ سے کی۔ یہاں پر پہلے تو ان کے لیے حالات اتنے سازگار نہیں رہے۔ مگر انھوں نے مستقل مزاجی اور اپنی محنت سے اس پر جلد قابو پالیا۔1900 ءمیں ان کو پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی مستقل آسامی کی پیش کش کی گئی۔ لیکن جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ تنخواہ صرف 1500 روپے ماہانہ ہے تو انھوں نے یہ کہہ کر اسے قبول کرنے سے انکار کردیا کہ وہ اتنا پیسہ تو روزآنہ کمانا چاہتے ہیں۔ قانون میں ان کی قابلیت کے جوہر نہ صرف شہر بھر میں بلکہ پورے ملک میں ظاہر ہونے لگے۔ چناں چہ اس کے بعد محمد علی جناح نے بہت کم وقت ہی میں اپنے آپ کو ایک کامیاب وکیل منوالیا۔

جوں ہی محمد علی جناح کو اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کے سلسلے میں استحکام ملا انھوں نے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ سنہ 1905ء میں وہ انڈین نیشنل کانگریس سے منسلک ہو گئے۔ اسی سال وہ گوپال کرشنا گوکھلے کے ساتھ انگلینڈ گئے اور برطانوی حکومت کے سامنے ہندوستان میں مقامی خود مختار حکومت کے قیام کے لیے کانگریس کا موقف پیش کیا۔ کچھ عرصے انھوں نے کانگریس کے صدر دادا بھائی نوروجی کے سیکریٹری کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

1909ء کے اواخر میں محمد علی Imperial Legislative Council کے ممبر منتخب ہوئے۔ جنوری 1910ء کے پہلے پارلیمانی اجلاس میں انھوں نے وائسرائے لارڈ منٹو کے سامنے جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کے بارے میں برطانوی حکومت کی حکمت عملی پر کھل کر تنقید کی۔ یوں محمد علی جناح ایک بہترین قانون دان کے ساتھ ساتھ ایک قابل اور نڈر سیاست دان کی حیثیت سے بھی ابھرنے لگے۔

اگرچہ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی نمائندگی کے لیے سنہ 1906ء میں مسلم لیگ تشکیل پا چکی تھی لیکن محمد علی نے کانگریس میں ہی رہنا پسند کیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ ابتدا ہی سے ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد پر بہت زیادہ زور دیتے رہے تھے۔ تاہم مولانا محمد علی جوہر اور سید وزیر حسن کے اصرار پر انہوں نے 1913ء میں مسلم لیگ میں بھی شمولیت اختیار کر لی۔ تاہم ان کی بھرپور کوشش یہی رہی کہ انڈین نیشنل کانگریس اور مسلم لیگ دونوں مل کر یہاں کے باشندوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ اس اتحاد کے لیے ان کی کوششوں کا سلسلہ کوئی 30 برس تک جاری رہا۔

منٹو مارلے اصلاحات کے تحت ہندوستان کی پارلیمنٹ میں توسیع کر دی گئی تھی اور محمد علی جناح کی قائدانہ صلاحیتوں کے نتیجے میں 1916ء کے میثاقِ لکھنو کے تحت مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخابات کا حق بھی تسلیم کر لیا گیا۔ انھوں نے پورے ملک میں ابتدائی تعلیم عام کرنے کے سلسلے میں بھی بہت جدوجہد کی۔ ان کی کوششوں سے پارلیمنٹ میں مسلم اوقاف کے بارے میں ایک باقاعدہ قانون منظور ہوا۔ اسی طرح انھوں نے مسلم قانونِ فوجداری اور قانونِ شہادت کے علاوہ مسلمانوں کے شادی سے متعلق برٹش مسلم لا آف کنٹریکٹ کو بھی منسوخ کروایا۔ کیونکہ یہ تمام قوانین اسلامی قوانین سے متصادم ہو رہے تھے۔ اس کی تیاری میں پہلے انھوں نے مسلم فقہا کی کتابوں کا گہرا مطالعہ بھی کیا۔ اس کے بعد تو محمد علی جناح ہندوستان کے مسلمانوں میں خاص طور پر بہت مقبول ہونے لگے۔

محمد علی جناح، 1920ء تک کانگریس اور مسلم لیگ دونوں کے رکن رہے لیکن گاندھی جی سے ان کی عدم تعاون کی تحریک پر اصولی اختلاف کرتے ہوئے اُس سال کانگریس کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے۔

1927ء میں برطانوی حکومت کی طرف سے ملک کے حالات کا جائزہ لینے اور اس میں بہتری لانے کی غرض سے سائمن کمیشن قائم کیا گیا۔ اس کمیشن میں ہندوستان سے ایک بھی مقامی نمائندہ نہ تھا۔ اس پر محمد علی نے شدید مخالفت کی۔ لیکن اس مسئلے پر مسلم لیگ، جناح لیگ اور شفیع لیگ کے دھڑوں میں تقسیم ہو گئی۔ سائمن کمیشن کو بھی کوئی کامیابی نہ مل سکی۔

1930ء میں محمد علی انگلستان چلے گئے۔ اسی زمانے میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے ہندوستان میں ہونے والے سیاسی حالات کا تفصیلی جائزہ لیا اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ علاقے جہاں مسلم اکثریت ہے وہاں مسلمانوں کو ایک خود مختار ریاست ملنی چاہیے۔ اپنے اس تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انہوں نے محمد علی جناح کو ملک واپس آنے اور مسلم لیگ کو متحد اور منظم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ چناں چہ محمد علی 1934ء میں ہندوستان واپس پہنچے اور اپنی سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔

محمد علی جناح نے جلد ہی مسلم لیگ کو ملک کی ایک مضبوط اور فعال سیاسی پارٹی میں تبدیل کر دیا۔ یہاں تک کہ 1936ء تک وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے واحد رہنما بن گئے اور "قائد اعظم" کے لقب سے پکارے جانے لگے۔

کانگریس کے لیڈران، خاص طور پر گاندھی جی، جواہر لال نہرو اور سوبھاش چندر بوس نے حصولِ آزادی کے لیے ہندو مسلم اشتراک کی تمام تر کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ 1938ء تک قائد اعظم کو اس بات کا پورا احساس ہو گیا کہ اب یہاں مسلمانوں کے لیے ایک علاحدہ ریاست ناگزیر ہو چکی ہے۔ چناں چہ آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک بڑا اجلاس 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں دو قومی نظریے کو پوری وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا اور ساتھ ہی مسلمانوں کے ایک علاحدہ وطن کے لیے باضابطہ قرارداد منظور کی گئی جو تاریخ میں "قراردادِ لاہور" کے نام سے مشہور ہوئی۔ قائد اعظم نے پاکستان کا مطالبہ کرتے ہوئے ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کو ایک "قوم" سے تعبیر کیا اور کہا:

"We are a nation with our own distinctive culture & civilization, language & literature, art & architecture, names & nomenclatures, sense of values & proportion, legal laws & moral codes, customs & calendar, history & traditions, aptitudes & ambitions; in short, we have our own distinctive outlook on life & of life. By all canons of international law, we are a nation."

مسلمانوں کے لیے جداگانہ وطن "پاکستان" کی ہندو مخالفت تو فطری بات تھی لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ ملک کے کئی مسلمان سیاسی اور مذہبی رہنما بھی اس تجویز کے مخالف تھے۔ خود انگریز بھی ایسا نہیں چاہتے تھے۔ لہٰذا اگلے سات برسوں میں انگریز کی یہی کوشش رہی کہ کانگریس اور مسلم لیگ میں مصالحت ہو جائے۔ کرپس مشن، شملہ کانفرنس اور کیبنٹ مشن پلان اسی سلسلے کی اہم کڑیاں ہیں۔

قائدِ اعظم نے اپنی فراست اور سیاسی تدبر سے ہر مزاحمت کو ناکامی سے دوچار کر دیا۔ اور انگریزوں اور ہندوؤں کو پاکستان کا مطالبہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔ بالآخر وائسرائے لارڈ ماونٹ بیٹن نے 3 جون 1947ء کو آل انڈیا ریڈیو سے نہ صرف پاک و ہند کی آزادی، بلکہ پاکستان کے قیام کا اعلان کر دیا۔

باقاعدہ سرکاری اعلان کے بعد انگریز، ہندو اور سکھ سب نے مل کر اس بات کی کوششیں شروع کر دیں کہ مسلمانوں کو ملنے والا وطن پہلے دن ہی سے کمزور تر ہو جائے۔ اس کے لیے دھاندلی سے کشمیر کو دو ٹکڑوں میں بانٹ دیا گیا۔ منظم طریقے سے فرقہ وارانہ فسادات کرائے گئے اور مسلمانوں کا قتلِ عام ہوا۔ لیکن تمام سازشوں اور رکاوٹوں کے باوجود ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے 14 اگست 1947ء کو ایک آزاد اور خود مختار مملکت "پاکستان" کا قیام عمل میں آگیا۔

بانیٔ پاکستان، قائدِ اعظم محمد علی جناح کو مسلم لیگ کی طرف سے پاکستان کا پہلا گورنر جنرل مقرر کیا گیا۔ سربراہ مملکت کی حیثیت سے قائدِ اعظم نے زندگی کے ہر شعبے کو پورے ملک میں منظم کرنے کا آغاز کر دیا۔ مہاجرین کی آبادکاری کی طرف فوری توجہ دی۔ ملک کو اقتصادی طور پر مستحکم کرنے کی بطور خاص کوششیں کیں۔ صنعت و حرفت اور زراعت و تجارت کے لیے مختلف منصوبے شروع کیے اور اس کے لیے ترغیبات دیں۔ تعلیمی ترقی کے لیے بھی کام کیا۔ دستور ساز اسمبلی کا افتتاح کیا۔ غرض پاکستان کو ایک مثالی ریاست بنانے کے لیے قائدِ اعظم ان تھک محنت کرتے رہے۔ آپ کے کام کا ابھی سلسلہ جاری ہی تھا کہ چند ماہ میں آپ کی صحت جواب دینے لگی۔ جون 1948ء میں آرام اور علاج کے لیے پہلے کوئٹہ اور پھر زیارت گئے لیکن بہتری کی صورت سامنے نہ آئی۔ 11 ستمبر 1948ء کو آپ کو کراچی لایا گیا اور اسی روز آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ کراچی کے عین وسط میں اسلامی فنِ تعمیر پر تیار کردہ آپ کا مقبرہ شہر میں بالکل نمایاں نظر آتا ہے۔

محمد علی جناح کا شمار بلا شبہ عظیم تر شخصیتوں میں کیا جا سکتا ہے۔ آپ ایک معروف ماہر قانون، منجھے ہوئے پارلیمینٹیرین، نڈر سیاست دان اور ذہین مدبر تھے۔ آپ ایک عظیم میرِ کارواں تھے۔ بقول علامہ اقبالؒ:

"نگاہ بلند، سخن دل نواز اور جاں پُرسوز"